91975 ـ والدہ ملنے کے لیے بلاتی ہے لیکن بیٹی نہیں جا سکتی

سوال

میں ایک یورپی ملک میں اپنے والدین سے دور رہتی ہوں، میرے والد صاحب فوت ہو چکے ہیں، والدہ اور چار بہن بھائی عراق میں رہتے ہیں، میرے آٹھ بچے ہیں جن کی عمر دو برس سے لیکر تیرہ برس تک ہے، میری والدہ بہت بوڑھی اور بیمار ہیں وہ ہمیشہ فون کر کے کہتی ہے کہ اسے آ کر مل جاؤ تا کہ موت سے قبل میں تمہیں دیکھ سکوں.
لیکن میرے لیے عراق جانا بہت مشکل ہے، میں اپنی اولاد اور خاوند کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی، میرا خاوند بھی اولاد کو اکیلے چھوڑ کر جانے پر راضی نہیں ہے، اور میرا کوئی محرم بھی نہیں جس کے ساتھ میں سفر کر سکوں، میں والدہ کو پیسے بھیجتی رہتی ہوں، مجھے علم ہے کہ میں نے اپنی والدہ کو راضی کرنا ہے، لیکن میں بچوں کو ایک کافر ملک میں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتی.
میرا خاوند دن رات کام کرتا ہے، اور یہاں میرا کوئی رشتہ دار بھی نہیں، مجھے کچھ پتہ نہیں چل رہا کہ میں کیا کروں، کیا والدہ کی بات مان کر خاوند کی اجازت کے بغیر اولاد کو اکیلا چھوڑ کر عراق چلی جاؤں ؟
یا کہ خاوند کی اطاعت کرتے ہوئے اولاد کے ساتھ یہاں ہی رہوں، برائے مہربانی آپ مجھے جلد جواب دیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں وہ آپ کی والدہ کو مکمل صحت و عافیت سے نوازے، اور آپ دونوں کو خیر و بھلائی اور دین و دنیا کی سعادت و خوشبختی پر اکٹھا رکھے.

عزیز بہن خوش ہو جاؤ جب اللہ سبحانہ و تعالی آپ کی اپنی والدہ سے محبت و وفاء اور اسے راضی کرنے کی کوشش اور والدہ سے حسن سلوک کرنے کی کوشش و ارادہ دیکھے گا تو آپ کے لیے اپنے فضل و کرم سے اس کا اجروثواب بھی لکھ دے گا.

معاملات کی کنجی صبر ہے، کیونکہ صبر سے ہی مشکلات سے نجات حاصل ہوتی ہے، اور رغبت پوری ہو سکتی ہے، ہو سکتا ہے اللہ سبحانہ و تعالی نے آپ کو اس جدائی میں مبتلاء ہی اس لیے کیا ہو کہ دیکھے آپ دونوں کتنا صبر کرتی ہیں، پھر اس مشکل اور امتحان سے نجات کے نتیجہ میں آپ کے لیے آسانی پیدا کر دے اور آپ ایسے ایک دوسرے سے ملاقات کریں اور مل جائیں کہ آپ کو وہم و گمان بھی نہ ہو، اور اللہ تعالی آپ پر اپنی کرتے ہوئے کچھ

عرصہ بعد والدہ کے قریب کر دے.

ليكن ميں آپ كو ايك سلسلہ ميں كچھ اہم شرعى احكام كى تنبيہ كرنا چاہتا ہوں:

1 ـ يہ ياد دہانى اور تاكيد كہ عورت كا بغير محرم سفر كرنا حرام ہے.

امام بغوى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" علماء كرام كا اس ميں كوئى اختلاف نہيں كہ غير فرضى سفر كے علاوہ باقى سفر ميں عورت خاوند يا محرم كے بغير سفر نہيں كر سكتى " انتہى

منقول از: فتح البارى (4 / 76).

اس كى مزيد تفصيل ہمارى اسى ويب سائٹ پر درج ذيل سوالات كے جوابات ميں بيان ہو چكى ہے، آپ ان كا مطالعہ ضرور كريں:

سوال نمبر (9370) , (25841) ، (47029) ، (82392).

2 ـ اگر بيوى كے جانے ميں كچھ خرابياں پيدا ہوتى ہوں مثلا اولاد كے بگڑنے كا خدشہ يا پھر بيوى كى زندگى كا مسئلہ كہ اس كے ملك ميں امن و امان خراب ہو، يا ساتھ جانے كے ليے كوئى محرم نہ ہو جبكہ خاوند كام ميں مشغول ہو، تو بيوى كو اپنے والدين سے ملنے كے ليے جانے سے خاوند كو روكنے كا حق حاصل ہے.

لہذا اس صورت ميں عورت كے ليے اپنے خاوند كى مخالفت كرتے ہوئے بغير اجازت سفر كرنا جائز نہيں ہوگا، ابن منذر رحمہ اللہ نے اجماع نقل كرتے ہوئے كہا ہے كہ:

" اس پر اجماع ہے كہ آدمى اپنى بيوى كو ہر قسم كے سفر سے روكنے كا حق ركھتا ہے، صرف فرضى حج كے سفر پر جانے ميں علماء كرام كا اختلاف ہے "

ديكھيں: فتح البارى (4 / 77).

يہ اس سفر ميں حكم ہوگا جب كے نتيجہ ميں خرابي پيدا ہوتى ہو.

اور اگر سفر ان سب خرابيوں سے مامون ہو، اور محرم بھى پايا جائے تو پھر خاوند كو حق نہيں كہ وہ بيوى كو اپنے والدين سے ملنے اور صلہ رحمى كرنے سے روكے، جس سے مقصد پورا ہوتا ہو، كيونكہ والدين كے ساتھ حسن سلوك اور صلہ رحمى كرنا سب سے زيادہ واجب چيز ہے.

بیمار ماں كی بیمار پرسی اور تیمار داری كرنا بلاشك و شبہ ماں سے حسن سلوك اور صلہ رحمی كہلاتا ہے، اور خاص كر جب والدہ بیماری كی حالت میں بیٹی سے كہہ رہی ہو كہ موت آنے سے قبل اسے آ كر مل جاؤ، اور بیٹی كو ملے ہوئے بھی ایك لمبا اور طویل عرصہ ہو چكا ہو.

الموسوعة الفقهية میں درج ہے:

" خاوند كو نہیں چاہیے كہ وہ اپنی بیوی كو اپنے بیمار والدین كی تیمار داری اور بیمار پرسی اور ملنے كے لیے جانے سے روكے؛ كیونكہ بیوی كو انہیں ملنے سے روكنا والدین كے ساتھ قطع رحمی كہلائیگا، اور پھر بیوی كو اپنے خاوند كی مخالفت پر ابھارنے كا باعث بنےگا، حالانكہ اللہ سبحانہ و تعالی نے تو حسن معاشرت كا حكم دیا ہے، اور بیوی كو والدین سے نہ ملنے دینا حسن معاشرت نہیں " انتہی

دیكھیں: الموسوعة الفقهية (19 / 110).

اور مستقل فتاوی كمیٹی كے فتاوی جات میں درج ہے:

" درج ذیل فرمان باری تعالی پر عمل كرتے ہوئے خاوند پر اپنی بیوی كے ساتھ حسن معاشرت كرنا واجب ہے:

فرمان باری تعالی ہے:

اور تم ان عورتوں سے حسن معاشرت اختیار كرو .

اور حسن معاشرت شامل ہے كہ خاوند اپنی بیوی كو والدین سے ملنے اور ان سے صلہ رحمی كرنے كی اجازت دے، غلط فہمی اس میں حائل نہیں ہونی چاہیے خاص كر دنیاوی معاملات میں حائل نہ ہو.

لیكن اگر بیوی كا اپنے والدین سے ملنے میں كوئی خرابی پیدا ہوتی ہے تو پھر خاوند كو روكنے كا حق حاصل ہے؛ اس لیے خرابی كو دور كرنا مصلحت لانے پر مقدم ہوتا ہے " انتہی

دیكھیں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (25 / 387).

یہاں ایك سوال پیدا ہوتا ہے كہ اگر خاوند اپنی بیوی كو والدین سے ملنے كے لیے نہ جانے دینے پر مصر ہو تو كیا بیوی اپنے خاوند كی مخالفت كرتے ہوئے والدین كو ملنے جا سكتی ہے یا نہیں ؟

اس میں علماء كرام كے دو قول ہیں جن كی تفصیل ہماری اسی ویب سائٹ پر سوال نمبر (83360) كے جواب میں بیان ہو چكی ہے، آپ اس كا مطالعہ كریں.

ہم یہ اختیار نہیں کرینگے کہ عورت اپنے خاوند کی مخالفت کرتے ہوئے خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے کیونکہ اس میں گھر خاندان اورخاوند اور بیوی کے تعلقات پر بہت زیادہ اثر پڑتا ہے، اس لیے اس خرابی کو دور کرنا والدین کے ملاقات کی مصلحت لانے سے زیادہ بہتر ہے.

خاص کر انتظار کرنا اور خاوند کے ساتھ اس سلسلہ میں بات چیت کرے ممکن ہے وہ بیوی کو اپنی والدہ سے ملنے کی اجازت دے دے، کیونکہ حسن آداب اور بہتر بات چیت اور اچھی کلام اور اچھے طریقہ اختیار کرنے پر اللہ سبحانہ و تعالی اپنے حکم سے دل نرم کر دیتا ہے، ان شاء اللہ اسے اجازت دی توفیق مل جائیگی.

مزید آپ سوال نمبر (1426) اور (10680) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

3 - ہم یہ یاد دلاتے جائیں کہ ہماری اسی ویب سائٹ پر سوال نمبر (11793) اور (14235) کے جوابات میں کفار کے ملك میں رہائش اختیار کرنے سے اجتناب کرنے کا کہا گیا ہے کیونکہ کفریہ ممالك میں رہائش اختیار کرنے کی بنا پر دین اور اخلاق پر بہت غلط اثر پڑتا ہے.

ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ان سوالات کے جوابات کا مطالعہ کر کے ضرور مستفید ہونگی، کیونکہ مسلمان کے لیے دین ہی اس کا اصل سرمایہ ہے، اس کے لیے اپنے دین میں کوتاہی کرنا جائز نہیں، کوتاہی کر کے وہ کفریہ ممالك سے چند ٹکوں کی خاطر اپنا دین اور اولاد ضائع کر بیٹھے.

واللہ اعلم .